امام الکیاالہراسیؒ (المتوفی ۵۰۴ھ) اوران کی تفسیر "احکام القرآن" کا تعارف (ایک تحقیقی مطالعہ)

Introduction to Imam Al-Kiya al-Harasi (504 AH) and His Tafsir 'Ahkam al-Quran': A Research Study

Abdur Rahman
PhD Scholar Department of Islamic Theology
Islamia College Peshawar
Email: khanswat7312@gmail.com

Dr Muhammad Aziz
Assistant Professor Department of Islamic Theology
Islamia College Peshawar
Email: azizfaizabadi@gmail.com

Abstract

The Holy Quran is a profound repository of wisdom and infinite knowledge, serving as an eternal source of guidance for humanity until the Day of Judgment. Within its verses, Allah Almighty has meticulously outlined the comprehensive laws of Shariah, guiding individuals toward true success and salvation in both this world and the Hereafter.

Among the Quran's vast array of subjects, one of the most significant is its legal injunctions, dispersed throughout the sacred text and known as 'Ayat al-Ahkam' (verses of rulings). Over the centuries, scholars from various eras and schools of Islamic jurisprudence have devoted themselves to interpreting these Ayat al-Ahkam, each contributing to the rich tradition of elucidating the Quranic rulings within the framework of their respective madhabs (schools of thought).

This article presents an introduction to one such scholarly work on the topic of Ahkam al-Quran (Rulings of the Quran). It specifically highlights the Tafsir 'Ahkam al-Quran by Al-Kiya al-Harasi,' authored by Imam Ali ibn Muhammad ibn Ali al-Tabari al-Kiya al-Harasi (504 AH), which offers a detailed exposition of these rulings from the perspective of the Shafi'i school of thought.

تمہید: Comprehensible

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا آخری کتاب اور بے شمار علوم وفنون کا خزانہ ہے، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کی انسانیت کے لئے فلاح اور ھدایت رکھی ہے، یہ کتاب صرف کتابِ تلاوت ہی نہیں بلکہ کتابِ ھدایت بھی ہے، اور اس کی ھدایت کا دائرہ کار مخصوص نہیں بلکہ قیامت تک کا زمانہ ہے، اس میں قیامت تک کے آنے والے لوگوں کے لئے ابدی ہدایت اور دنیاوآخرت کی ترقی وفلاح موجود ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿شَهۡرُ رَمَضَانَ ٱلَّذِيٓ أُنزِلَ فِيهِ ٱلۡقُرۡءَانُ هُدٗى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَٰتٖ مِّنَ ٱلۡهُدَىٰ وَٱلۡفُرۡقَانِۚ﴾[1]

ترجمہ: رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن اتارا گیاہے جو لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور ہدایت کی واضح دلیلیں ہیں اور حق وباطل میں فیصلہ کن کتاب ہے۔

اس طرح رسول اکرم ﷺ نے بھی قرآن سیکھنے اور سکھانے والوں کو امت کے بہترین لوگوں میں شمار فرمایاہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے۔

"خیرکم من تعلم القرآن وعلمه "[2]

ترجمہ: تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو خود قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔

قرآن مجید جیسا کہ حکمت اور ہدایت کا سرچشمہ ہے اس طرح یہ شریعت کا اصول اور قانون بھی ہے، اس میں اللہ تعالیٰ نے شریعت کے وہ تمام احکامات بیان کئے ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر انسان دنیاوآخرت کی حقیقی فلاح ونجات کا مستحق بن جاتا ہے۔

قرآن مجید کے متعدد مضامین ہیں جس میں سے ایک اہم مضمون اس کے احکام ہیں جو پورے قرآن مجید میں جگہ جگہ موجود ہیں، احکام القرآن پر مبنی آیات کی تعداد تقریباً پانچ سو یا اس کے لگ بھگ ہے، مفسرین کرام نے جہاں پورے قرآن مجید کی مختلف نوعیت کی تفاسیر لکھی ہیں وہیں احکام پر مبنی آیات کو جمع کر کے الگ سے ان پر مشتمل تفسیری مجموعے بھی مرتب کئے ہیں۔

احکام القرآن پر مشتمل تفاسیر میں قرآن مجید کی صرف انہی آیات کی تفسیر و توضیح کی جاتی ہے جو اپنے اندر کوئی شرعی حکم لئے ہوئے ہوں، احکام کے علاوہ قصص، اخبار، تذکیر، فتن، قبر وآخرت، حشر ونشر وغیرہ پر مبنی آیات کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔

زیر نظر عنوان میں احکام القرآن کے موضوع پر لکھی گئی ایک ایسی ہی تفسیر "احکام القرآن للکیا الہراسیؒ" کے تعارف کا انتخاب کیا گیاہے جس کو امام علی بن محمد بن علی الطبری الکیاالہراسیؒ ؒالمتوفی:۵۰۴ھ نے فقہ شافعی کی روشنی میں تحریر کی ہے۔

موضوع کا تعارف: Introduction

احکام القرآن پر مختلف زمانوں میں مختلف زبانوں میں مختلف نوعیت کی تفاسیر لکھی گئی ہیں جن میں چاروں فقہائے کرامؒ کے پیروکار علماء کرام نے اپنا حصہ ڈالا ہے اور اپنے اپنے مذاہب کی روشنی میں احکام القرآن کی توضیح وتشریح کی ہے۔

یہاں پر مذاہب اربعہ سے تعلق رکھنے والے مختلف علماء کرام کے کچھ مشہور تفاسیر کا تذکرہ کیا جاتا ہے تاکہ موضوع کی خوب وضاحت ہو جائے۔

فقہ حنفی سے تعلق رکھنے والے علماء کرام کی احکام القرآن کے موضوع پر مشہور تفاسیر میں سے چند یہ ہیں۔

1. احکام القرآن للامام علی بن موسیٰ القمیؒ: المتوفی305ھ
2. احکام القرآن للامام الطحاویؒ:المتوفی 321ھ
3. احکام القرآن للامام ابی بکر الجصاصؒ: المتوفی370ھ

فقہ مالکی سے تعلق رکھنے والے علماء کرام کی احکام القرآن کے موضوع پر مشہور تفاسیر میں سے چند یہ ہیں۔

1. احکام القرآن للامام اسمٰعیل بن اسحٰقؒ: المتوفی 272ھ
2. احکام القرآن للامام ابن العربیؒ: المتوفی 543ھ
3. الجامع لاحکام القرآن للامام القرطبی:671ھ

فقہ شافعی سے تعلق رکھنے والے علماء کرام کی احکام القرآن کے موضوع پر مشہور تفاسیر میں سے چند یہ ہیں۔

1. احکام القرآن للامام البیہقیؒ: المتوفی 458ھ
2. احکام القرآن للامام الکیا الہراسیؒ:المتوفی 504ھ

احکام القرآن کے موضوع پر ان مذکورہ بالا تفاسیر سے قبل بھی اور بعد میں بھی بے شمار تصنیفات ہوئی ہیں اور ہر دور کے علماء کرام نے یہی کوشش کی ہیں کہ آیات الاحکام سے استدلال، استنباط اور استخراج کر کے فقہی احکام کو مرتب کیا جائے اور امت مسلمہ کے مسائل کو قرآن وسنت کی روشنی میں حل کیا جائے۔

مذکورہ بالا تفاسیر میں سے اکثر علمی حلقوں میں متداول اور معروف ہیں اور ان پر علوم دینیہ وعصریہ کے سطح پر کافی کام بھی ہوا ہے البتہ احکام القرآن للامام الکیا الہراسیؒ ایک ایسی تفسیر ہے جس پر اب تک نہ تو علمی حلقوں میں کوئی خاطر خواہ کام ہوا ہے اور نہ اس پر ایم فل یا پی ایچ ڈی کے سطح پر کوئی کام ہوا ہے۔ہاں عربی زبان میں اس تفسیر پر کچھ علمی کام ضرور ہوا ہے لیکن ملکی سطح پر اردو زبان میں یہ تفسیر اب بھی قابلِ تعارف اور قابلِ تحقیق ہے۔

لہٰذا درج ذیل سطور میں ایک تحقیقی مطالعے کی صورت میں اس تفسیر کا تعارف پیش کیا جاتا ہے جس سے مندرجہ ذیل اہداف حاصل کئے جائیں گے۔

1. امام کیا الہراسیؒ کا تعارف
2. امام کیا الہراسیؒ کا زمانہ

3. امام کیاالہراسیؒ کے علمی اسفار
4. امام کیاالہراسیؒ کے اساتذہ
5. امام کیاالہراسیؒ کے تلامذہ
6. امام کیاالہراسیؒ کے اخلاق وصفات
7. امام کیاالہراسیؒ کی تصنیفات
8. امام کیاالہراسیؒ کی تفسیر احکام القرآن کا تعارف
9. امام کیاالہراسیؒ کی تفسیر احکام القرآن کی خصوصیات
10. امام کیاالہراسیؒ کی تفسیر احکام القرآن کے استدراکات

امام کیاالہراسیؒ کا تعارف:

(نام، کنیت، لقب اور نسبت)

امام کیاالہراسیؒ کا پورا نام عمادالدین ابوالحسن علی بن محمد بن علی الطبری الکیاالہراسی الشافعیؒ ہے۔

اصل نام علی بن محمد بن علی ہے۔ عمادالدین آپؒ کا لقب ہے اور ابوالحسن آپؒ کی کنیت ہے۔ امام ذہبیؒ نے آپؒ کا لقب شمس الاسلام بھی ذکر کیا ہے[3]۔ آپؒ کیاالہراسی کے نام سے زیادہ مشہور ہیں اور اہل علم کے درمیان اسی نام سے پہچانے جاتے ہیں۔ امام ابن خلکانؒ کے بقول کِیا (بکسر الکاف وبفتح الیاء بغیر الشد) پڑھا جاتا ہے، جبکہ الکِیا عجمی لغت کے روسے معزز شخص اور رتبے کے لحاظ سے سب سے آگے نکل جانے والے شخص کے لئے بولا جاتا ہے۔[4]

اور الھرّاس (بروزن فعال) عربی لغت میں شیر کو بھی کہتے ہیں اور ہریسہ بنانے والے یا بیچنے والے کو بھی کہتے ہیں۔ (ہریسہ ایک پکوان ہے جو کوٹے ہوئے گیہوں اور گوشت سے بنایا جاتا ہے) یہ ہریسہ دور نبوی ﷺ میں بھی پکایا جاتا تھا۔ جبکہ ھراس (بفتح الرا وبغیر الشد) کانٹے دار درخت کو کہتے ہیں اور ھرِس (بکسر الرا) پرانے کپڑوں کو کہتے ہیں[5]۔ امام کیاالہراسیؒ کو الہراسی کیوں کہا جاتا ہے اس کی وجہ معلوم نہیں ہے تاہم وجہ جو بھی ہو آپؒ اہل علم کے درمیان کیاالہراسی کے نام سے معروف ومشہور ہیں۔

آپؒ کی پیدائش طبرستان کی ہے اس لئے طبرستان کی طرف نسبت کرتے ہوئے آپؒ کو طبری کہا جاتا ہے۔ اور شافعی اس لئے کہ آپؒ ایک شافعی المسلک فقیہ تھے۔

(ولادت و مقام ولادت)

امام ابن خلکانؒ کے بقول امام کیاالہراسیؒ کی ولادت ذوالقعدہ سن ۴۵۰ھ کو طبرستان میں ہوئی تھی[6]۔ جبکہ علامہ سبکیؒ نے آپؒ کی تاریخ ولادت بھی ذکر کی ہے اور لکھا ہے کہ آپؒ کی ولادت 5 ذوالقعدہ سن ۴۵۰ھ کو ہوئی ہے۔[7]

(وفات و مقام وفات)

امام ابن خلکانؒ کے بقول امام کیاالہراسیؒ کی وفات جمعرات کے دن بوقت عصر اوائل محرم میں سن ۵۰۴ھ کو بغداد میں ہوئی تھی اور وفات کے بعد آپؒ کو شیخ ابو اسحاق شیرازی[8] کے پہلو میں دفن کیا گیا تھا۔ وفات کے وقت آپؒ کی عمر ۵۴ برس تھی۔[9]

امام کیاالہراسیؒ کا زمانہ:

امام کیاالہراسیؒ پانچویں صدی کے نصف میں پیدا ہوئے تھے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب سلطنت عباسیہ زوال پذیر ہو چکی تھی اور خلافت عباسیہ صرف نام ہی کی رہ گئی تھی اور امور سلطنت باقاعدہ طور پر سلجوقی بادشاہوں کی زیر نگیں تھی۔ امام کیاالہراسیؒ عباسی خلیفہ قائم بامر اللہ جبکہ سلجوقی بادشاہ طغرل بیگ کے دور میں پیدا ہوئے تھے۔ چونکہ سلجوقی سلاطین نے بھی اسلام اور مسلمانوں کا نام بہت روشن کیا تھا اور امام کیالہراسیؒ نے ان ہی کے زمانہ میں اپنی علمی و عملی خدمات سرانجام دی تھیں اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ امام کیالہراسیؒ کے ہم عصر خلفاء عباسیہ اور سلجوق سلاطین کا مختصراً الگ الگ تعارف پیش کیا جائے تاکہ امام کیاالہراسیؒ کا زمانہ خوب اچھی طرح واضح ہو جائے۔

خلفاء عباسیہ: (۴۲۲ھ / ۵۱۲ھ)

امام کیاالہراسیؒ نے مجموعی طور پر تین عباسی خلفاء کا زمانہ دیکھا ہے۔ آپؒ نے جن تین خلفاء کا دور دیکھا ہے ان کا مختصراً تعارف یہاں پیش کیا جاتا ہے۔

1۔ قائم بامر اللہ، ابو جعفر عبد اللہ بن قادر بن اسحاق بن مقتدر: مدت خلافت (422ھ / 467ھ)

قائم بامر اللہ ۱۵ ذی قعدہ سن ۳۹۱ ہجری کو پیدا ہوا تھا۔ اس کی والدہ کا نام بدرالدجیٰ تھا۔ اس کے باپ قادر باللہ نے اپنے آخری عمر میں اسے ولی عہد بنا کر قائم بامر اللہ کا لقب دیا تھا۔ اپنے باپ کی وفات کے بعد سن ۴۲۲ھ کو خلیفہ بنا تھا۔ یہ بڑا خوبصورت، ملیح و نمکین انسان تھا، ساتھ ہی بڑا پرہیز گار، زاہد، عالم اور خیرات کرنے والا بھی تھا۔ اس نے پینتالیس سال خلافت کی تھی۔ سن ۴۶۷ھ کو جمعرات کی رات ۱۳ شعبان کو فوت ہوا تھا۔[10]

اسی خلیفہ قائم بامر اللہ کے زمانہ میں امام کیاالہراسیؒ پیدا ہوئے تھے۔

۲۔ مقتدی بامر اللہ، ابوالقاسم عبد اللہ بن محمد بن قائم بامر اللہ: مدت خلافت (۴۶۷ھ / ۴۸۷ھ)

یہ خلیفہ قائم بامر اللہ کے پوتے تھے۔اس کے والد محمد نے اپنے والد قائم بامر اللہ کی زندگی ہی میں وفات پائی تھی۔اس کی ماں کا نام ارجوان تھا۔اس کو اپنے دادا قائم بامر اللہ نے اپنی زندگی میں ولی عہد بنایا تھا۔یہ بڑا نیک، بلند ہمت اور شریف انسان تھا۔اس نے ۱۹ سال سے کچھ اوپر حکومت کی تھی۔مشہور فاتح یوسف بن تاشفین انہی کا ہم عصر تھا۔یہ محرم سن ۴۸۷ھ کو انتقال کر گیا تھا۔[11]

3۔ مستظہر باللہ، ابوالعباس احمد بن مقتدی بامر اللہ: مدت خلافت (۴۸۷ھ / ۵۱۲ھ)

یہ شوال کے مہینے سن ۴۷۰ ہجری کو پیدا ہوا تھا اور اپنے والد کی وفات کے بعد سن ۴۸۷ھ کو ہی بعمر سولہ سال تخت نشین ہوا تھا۔یہ انتہائی نیک، علم وفاضل، نرم اور خوش اخلاق انسان تھا۔خوشخط اور شاعر بھی تھا۔علماء وصلحاء کے ساتھ محبت کرنے والا تھا۔اس نے ساری زندگی جنگ کی حالت میں گزاری تھی۔یہ ۲۵ برس تک تخت نشین رہا۔اس نے بروز بدھ ۱۳ ربیع الاول سن ۵۱۲ھ کو اکتالیس سال کی عمر میں وفات پائی۔[12]

اسی خلیفہ مستظہر باللہ کے دور خلافت میں سن ۵۰۴ھ کو امام کیالہراسیؒ اس دار فانی سے کوچ کر گئے تھے۔

سلاطین سلجوق: (۴۲۹ھ / 511ھ)

سلاطین وامراء کی غلطیوں، ان کی ریاستی امور اور اپنے سرحدات کی طرف سے غفلت، اپنوں کی سازشوں اور سیاسی عدم استحکام نے کئی عظیم بادشاہتوں اور سلطنتوں کا شیرازہ بکھرتے دیکھا ہے۔عباسی سلطنت بھی اپنے عروج کے بعد زوال کا شکار ہوئی۔سلجوقی سلطنت کی بنیاد سلطنت عباسیہ کے برائے نام خلافت رہ جانے کے بعد گیارھویں صدی میں رکھا گیا۔یہ سلطنت گیارھویں صدی عیسوی سے لے کر چودھویں صدی عیسوی کے درمیان مشرق وسطیٰ اور وسطِ ایشیا میں قائم ہونے والی اسلامی بادشاہت تھی جو نسل کے اعتبار سے اوغوز (ترک) تھے۔عباسی سلطنت کے روبزوال ہونے کے بعد سلجوق سلاطین کی بھرپور کوششوں سے مسلمانوں اور اسلامی حکومت کو قوت اور استحکام نصیب ہوا تھا۔سلجوق سلاطین کو مسلم تاریخ میں اس حوالے سے اپنا ایک خاص اور منفرد مقام حاصل ہے۔یہاں پر ان سلجوق سلاطین کا مختصراً تذکرہ کیا جاتا ہے جن کا زمانہ امام کیالہراسیؒ نے پایا ہے۔

ا۔سلطان طغرل بیگ (طغرلبک) رکن الدین ابوطالب محمد بن میکائیل: مدت حکومت (۴۲۹ھ / ۴۵۵ھ)

سلطان طغرل بیگ کا پورا نام رکن الدین ابوطالب محمد بن میکائیل تھا۔سلجوقی سلطنت کا پہلا بادشاہ تھا۔بڑے رعب اور دبدبے کا مالک تھا۔طغرلبک کے نام سے مشہور تھا۔بڑا نیک اور پانچ وقت کی نماز کا پابند تھا۔سلطنت عباسیہ کی زوال کے

وقت ان کی کافی مدد کی تھی۔ سن 447ھ میں بغداد پر قبضہ کیا تھااوراس وقت کے عباسی خلیفہ قائم بامر اللہ کی بیٹی سے شادی کی تھی تیس سال تک حکومت کی تھی۔ رمضان سن 455ھ کورے شہر میں ستر سال کی عمر میں انتقال کر گیا تھا۔[13]

اسی سلطان طغرل بیگ کے زمانہ میں امام کیاالہراسیؒ پیدا ہوئے تھے۔

۲۔ سلطان الپ ارسلان، محمد بن داود چغری بیگ بن میکائیل: مدت حکومت (۴۵۵ھ/۴۶۵ھ)

سلطان الپ ارسلان سلطنت سلجوق کے ایک عظیم، اسلام پسند، نیک سیرت اور انصاف پسند حکمران تھا۔ سلطان الپ ارسلان سلطان طغرل بیگ کا بھتیجا اور چغری بیگ کا بیٹا تھا۔ اپنے چچا طغرل بیگ کی وفات کے بعد سن ۴۵۵ھ کو تخت نشین ہوا تھا۔ اس نے مشہور مدبر اور سیاست دان نظام الملک[14] کو اپنا وزیر مقرر کیا تھا۔ یہ اسلامی فاتحین میں سے ایک عظیم فاتح تھے، اس کے زمانہ میں سلجوقی سلطنت کے حدود بہت وسیع ہو گئے تھے۔ سلطان الپ ارسلان نے بازنطینوں (رومیوں) کو شکست فاش دے کر سلجوقی سلطنت کو اناطولیہ تک وسیع کیا تھا۔ یہ چالیس سال کی عمر میں جمادی الآخر سن ۴۶۵ھ کو یوسف نامی شخص کے ہاتھوں قتل ہوا تھا۔[15]

۳۔ سلطان ملک شاہ، جلال الدولہ بن الپ ارسلان: مدت حکومت (۴۶۵ھ/۴۸۵ھ)

سلطان الپ ارسلان کی وفات کے بعد سلطان ملک شاہ سن ۴۶۵ھ کو تخت نشین ہوا۔ اس نے بھی اپنا وزیر نظام الملک کو ہی رکھا تھا۔ ان دونوں کی قیادت میں سلجوقی سلطنت اپنے عروج پر پہنچ گئی تھی۔ اس کے عہد میں نظام الملک نے بغداد میں مشہور جامعہ نظامیہ قائم کی۔ ملک شاہ کا عہد سلجوقی سلطنت کا زریں دور تھا جس میں سلجوقی سلطنت کے حدود مشرق میں چین اور مغرب میں سلطنت بازنطین تک جا پہنچی تھیں۔ اس کے دور میں ہی ایران میں حسن بن صباح[16] کے فدائین نکل آئے تھے جنہوں نے کئی مشہور شخصیات کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ سلطان ملک شاہ نے بیس سال تک حکومت کی تھی اور شوال سن ۴۸۵ھ کو انتالیس سال کی عمر میں انتقال کیا تھا۔[17]

۴۔ محمود ناصر الدین بن ملک شاہ: مدت حکومت (۴۸۵ھ/۴۸۷ھ)

سلطان ملک شاہ کی وفات کے بعد اس کے پانچ سالہ بیٹے محمود ناصر الدین کو خلیفہ مقتدی بامر اللہ نے سلطان بننے کے لئے نامزد کیا تھااور اسے ناصر الدین والدنیا کالقب بھی دے دیا تھا۔[18] لیکن یہ دو سال بعد ہی وفات پا گیا تھا۔ یہ نہایت خوبصورت لڑکا تھا۔ اسے اپنے بھائی سلطان برکیاروق نے سلطنت سے ہٹا بھی دیا تھا۔[19]

۵۔ سلطان برکیاروق بن ملک شاہ، ابو المظفر، رکن الدین: مدت حکومت (۴۸۷ھ/۴۹۸ھ)

سلطان ملک شاہ اول کی وفات کے بعد سلجوقی سلطنت تقسیم اور اختلافات کا شکار ہو گئی تھی اور سلطان ملک شاہ اول کے بیٹوں کے درمیان سلطنت کی جنگ شدت اختیار کر گئی تھی۔ سلطان برکیاروق نے سن ۴۸۷ھ کو اپنے چھوٹے

بھائی محمود کو سلطنت سے ہٹا دیا تھا اور خود سلطان بن گیا تھا۔ سلطان بننے کے بعد اس کا سلطان محمد بن ملک شاہ، سلطان سنجر بن ملک شاہ کے درمیان کشیدگی جاری رہتی۔ سلطان برکیاروق ۴۷۴ھ کو پیدا ہوا تھا۔ اس کی ماں کا نام زبیدہ بیگم تھا۔ اس کے عہد میں سمرقند، بخاری، خوارزم، ترمذ، نیشاپور اور خراسان کے علاقے سلطنت سلجوق میں شامل ہو گئے تھے۔ اس نے بارہ سال حکومت کی تھی اور محض چوبیس سال کی عمر میں سن ۴۹۸ھ کو وفات پا چکا تھا۔[20]

۶۔ ملک شاہ دوم بن سلطان برکیاروق: مدت حکومت (۴۹۸ھ / ۴۹۸ھ)

سلطان برکیاروق جب شدید بیمار ہو گئے اور وہ اپنی صحت سے مایوس ہو گئے تو انہوں نے اپنے بیٹے ملک شاہ دوم کو اپنا ولی عہد مقرر کر کے جلال الدولہ کا لقب دیا اور امیر ایاز کو اس کا اتالیق مقرر کیا، اس وقت اس کی عمر چار سال اور آٹھ مہینے تھی۔ اسی سال سلطان محمد بن ملک شاہ بغداد آئے تو اہل بغداد اور سلطان محمد کے درمیان صلح کی بیعت امام کیاالہراسیؒ نے ہی لی تھی۔ سلطان محمد کی بغداد آمد اور ایاز امیر قتل کے قتل ہونے سے ملک شاہ دوم کی حکومت قائم نہ رہ سکی۔[21]

۷۔ سلطان غیاث الدین محمد بن ملک شاہ اول: مدت حکومت (۴۹۸ھ / ۵۱۱ھ)

سلطان برکیاروق کی وفات اور ملک شاہ دوم کے اتالیق ایاز امیر کے قتل کے بعد سلطان محمد بن ملک شاہ اول بغداد آئے تو نظام سلطنت کو خود سنبھالا۔ اس وقت کے برائے نام خلیفہ مستظہر باللہ نے اس کو خلعت سے نوازا۔ اس کے بعد یہ اپنے بھائی برکیاروق کے تمام مفتوحہ علاقوں پر بغیر کسی رکاوٹ کے حکومت کرنے لگے۔ یہ ایک بہترین بادشاہ تھے۔ خوش اخلاق، عدل کرنے والے، رحم دل اور اچھی سیرت والے تھے۔ یہ طویل عرصے تک بیمار رہے اور بالآخر ۲۴ ذی الحجہ کو سن ۵۱۱ھ کو اصفہان شہر میں ۳۷ سال کی عمر میں وفات پا گئے تھے۔[22]

اسی سلطان غیاث الدین محمد بن ملک شاہ اول کے زمانہ میں سن ۵۰۴ھ کو امام کیاالہراسیؒ اس دار فانی سے رحلت کر گئے تھے۔

سیاسی صورتحال:

یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ امام کیاالہراسیؒ کے زمانہ کے سیاسی حالات کا بھی کچھ تذکرہ کیا جائے اس لئے کہ انسان کی زندگی پر حالات کا بہت گہرا اثر پڑتا ہے اور انسان کی زندگی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ اگر سیاسی حالات میں استحکام ہو اور حالات کشیدگی کی بجائے درستگی کی طرف گامزن ہو اور ساتھ ساتھ امن وسکون بھی میسر ہو تو انسان پر سکون ہو کر اور کاموں کی طرح علم بھی حاصل کر سکتا ہے اور اپنے علمی نتائج کو مزید بہتر بھی بنا سکتا ہے اور اگر سیاسی حالات ٹھیک نہ ہو اور ملک میں عدم استحکام ہو، حالات کشیدہ ہو اور امن وسکون بھی میسر نہ ہو تو کوئی بھی انسان پر سکون ہو کر اور کاموں کی طرح نہ تو یکسوئی سے علم کر سکتا ہے اور نہ ہی اپنے علمی نتائج کو مزید بہتری کی طرف لے جا سکتا ہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ ہر زمانے اور ہر دور میں جب بھی سیاسی حالات عدم استحکام کا شکار ہوئے ہیں تو اس کا براہ راست اثر دینی وعلمی حلقوں اور دینی شخصیات پر پڑا ہے اور صرف یہی نہیں بلکہ بسا اوقات تو دینی وعلمی مراکز کو بند کر دیا گیا ہے اور علماء وطلباء کے طبقے کو زیر عتاب لاکر پابند سلاسل بھی کیا جاتا رہا ہے اور خاص کر جب علماء کرام کا سیاسی معاملات میں بھی عمل دخل رہا تو پھر تو ان کے لئے مشکلات میں اور بھی اضافہ ہو جاتا کیونکہ اہل حق حضرات نے ہمیشہ اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے ہر میدان اور ہر محاذ پر ظالم وجابر حکمرانوں کا ڈٹ کر سامنا کیا ہے اور ان کے مظالم کو رضائے الٰہی کی خاطر برداشت بھی کیا ہے۔

بہر حال امام کیا الہراسیؒ کا زمانہ بھی سیاسی اضطرابات اور سیاسی عدم استحکام کا زمانہ تھا۔ آپؒ جس زمانہ میں پیدا ہوئے اور جس زمانہ میں آپؒ کی تربیت وپرورش ہوئی وہ عباسی خلافت کے زوال اور سلجوقی سلطنت کی ابتداء کا زمانہ تھا۔ سلجوقی سلطنت سے پہلے عباسی خلافت پر پوری طرح آل بویہ کا تسلط تھا اور عباسی خلافت کا اثر ورسوخ بالکل ختم ہو گیا تھا۔ آل بویہ درحقیقت شیعوں کی حکومت تھی جبکہ خلافت عباسیہ اہل سنت کی حکومت تھی۔ بغداد جو خلافت عباسیہ کا صدر مقام تھا وہ چوروں، لٹیروں، رہزنوں اور اسلام دشمن طاقتوں کا مرکز بن گیا تھا۔ لوگوں کے دلوں سے خلافت عباسیہ کا خوف بالکل ختم ہو چکا تھا اور نئے نئے فتنوں نے سر اٹھایا ہوا تھا۔ خلافت برائے نام رہ گئی تھی اور اہل باطل بغداد سے اسلامی حکومت ختم کرنے اور اپنی باقاعدہ حکومت قائم کرنے کے منصوبے بنا رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے سلجوقی سلاطین کے ذریعے اسلامی حکومت کی مدد کی اور انہوں نے باطل کو شکست دے کر ان کے ارادوں کو خاک میں ملا دیا۔ سلجوقیوں کی مدد سے گو کہ خلافت عباسیہ پوری طرح اپنے پیروں پے کھڑی تو نہ ہو سکی تاہم ان کی خلافت سے اہل باطل کا تسلط ضرور ختم ہوا اور وہ سلطنت سلجوق کے زیر اثر آ گئے جو کہ خود بھی اہل سنت تھے۔

سلطنت سلجوق کے پہلے سلطان سلطان طغرل بیگ سن 447ھ کو پہلی مرتبہ داخل ہوئے اور خلافت عباسیہ کو بنی بویہ کے تسلط سے آزاد کرا دیا اور اپنی سلطنت سلطنت سلجوق کی بنیاد رکھ دی۔ سلطنت سلجوق کی قیام سے اللہ تعالیٰ نے دوبارہ اسلام اور مسلمانوں کو بہت سارے فتوحات سے نوازا اور بہت ساری باطل قوتوں کو مٹایا اور انہی کی وجہ سے اسلام اور مسلمانوں کو دوبارہ عزت اور سربلندی سے سرفراز فرمایا۔ اور یہی وہ زمانہ ہے جب سن 450ھ کو امام کیا الہراسیؒ کی ولادت ہوئی۔

امام کیا الہراسیؒ نے اپنی زندگی کے ابتدائی اٹھارہ برس اپنے علاقے طبرستان میں گزارے، اس زمانے میں سلطان طغرل بیگ، سلطان الپ ارسلان اور سلطان ملک شاہ برسراقتدار رہے اور پھر جب آپؒ نیشاپور اور بیہق چلے گئے تو سلطان محمود اور سلطان برکیاروق برسراقتدار رہے اور پھر جب آپؒ بغداد چلے آئے تو سلطان برکیاروق، سلطان ملک شاہ دوم اور سلطان محمد برسراقتدار رہے۔ امام کیا الہراسیؒ کی وفات کے وقت سلطان محمد برسراقتدار تھا۔

امام کیاالہراسیؒ نے ان حوادث اور پر فتن دور میں تحصیل علم کے لئے اپنی محنت اور کوشش جاری رکھی اور اپنے مقصد کے حصول کی خاطر اسفار بھی کئے۔ آپؒ نے حالات کی اتار چڑھاؤ کو اپنے اوپر حاوی نہیں ہونے دیا اور اپنا علمی سفر جاری رکھا یہاں تک کہ مدرسہ نظامیہ بغداد میں جب آپؒ بطور مدرس اپنی خدمات سر انجام دے رہے تھے تو آپؒ کو قضا کا منصب بھی پیش کیا گیا جو آپؒ نے امت مسلمہ کی بہتری کے لئے قبول کیا۔

امام کیاالہراسیؒ کے علمی اسفار:

اکابرین علماء کرام کا علم کے حصول کے لئے مختلف امصار کی طرف سفر کرنا ایک معروف اور مشہور بات ہے بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ ان حضرات کی زندگی کا بیشتر حصہ علمی اسفار میں ہی گزرا ہے تو بے جانہ ہوگا۔ تحصیل علم کی خاطر اپنے وطن اور اپنے اہل وعیال سے مدتوں دور رہنا اور مختلف اسفار کی صعوبتوں کو برداشت کرنا انہی حضرات کا شیوہ تھا اور ظاہر ہے کہ ان تمام قربانیوں کا مقصد صرف اور صرف رضائے الٰہی کا حصول تھا جن کا ان حضرات کو یہ صلہ ملا کہ ایک ہزار سال گزرنے کے بعد بھی ان حضرات کا مقام مرتبہ روز اول کی طرح قائم ودائم ہے بلکہ زمانے کے گزرنے کے ساتھ ساتھ ان حضرات کا مقام و مرتبہ اور بھی بلند ہوا ہے۔

امام کیا الہراسیؒ کے زمانہ میں بغداد اور نیشاپور اس وقت کے بڑے علمی مراکز میں سے تھے اور بڑے بڑے علماء ،فقہاء، محدثین اور ائمہ انہی شہروں میں علوم اسلامیہ کی روشنیاں بکھیر رہے تھے اور طلبہ کی علمی پیاس بجھانے میں مصروف تھے۔ ان شہروں کے علاوہ اس زمانے میں بیہق، طبرستان اور حجاز مقدس کے مقامات بھی اسلامی علوم وفنون کے اہم مراکز تھے۔

1۔ طبرستان سے نیشاپور کی طرف سفر:

طبرستان کا علاقہ چونکہ امام کیاالہراسیؒ کی جائے پیدائش ہے لہذا ظاہر سی بات ہے کہ آپؒ نے اپنی ابتدائی تعلیم طبرستان میں ہی حاصل کی ہوگی اور وہاں کے علماء ومشائخ سے بھرپور استفادہ کیا ہوگا (کتب تراجم میں آپؒ کی ابتدائی تعلیمی احوال اور حالات زندگی موجود نہیں) ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپؒ نے اپنا پہلا تعلیمی سفر سن 468ھ کو اٹھارہ سال کی عمر میں طبرستان سے نیشاپور کی طرف کیا تھا۔ نیشاپور میں اس وقت امام الحرمین الجوینیؒ کی علمی صلاحیتوں کا سکہ چل رہا تھا اس لئے آپؒ نے امام الحرمینؒ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا اوران کی وفات تک ان کے ساتھ یہی مقیم رہے۔

2۔ نیشاپور سے بیہق کی طرف سفر:

سن 478ھ کو امام الحرمین الجوینیؒ کی رحلت کے بعد آپؒ نیشاپور سے بیہق چلے گئے اور وہاں کے علماء ومشائخ سے استفادہ کرنے لگے۔

3۔بیہق سے بغداد کی طرف سفر:

آپؒ نے بیہق میں کچھ عرصہ گزارا اور اس دوران درس و تدریس میں مشغول رہے۔اس کے بعد آپؒ سن 492ھ کو بغداد چلے آئے اور یہاں مستقل سکونت اختیار کی۔آپؒ یہاں مدرسہ نظامیہ میں مدرس مقرر ہوئے اور پھر اپنی وفات تک یہی درس و تدریس اور تصنیف میں مشغول رہے۔[23]

امام کیاالہراسیؒ کے شیوخ:

امام کیاالہراسیؒ طلب علم کے لئے انتہائی کوشش کرنے والے اور بلند ہمت شخصیت تھے۔آپؒ نے اپنے زمانے کے مشہور مشائخ سے علم حاصل کیا۔ایسا کبھی نہیں ہوا کہ آپؒ کو کسی علمی شخصیت کے بارے میں علم ہوا ہو اور آپؒ نے وہاں کے لئے رختِ سفر نہ باندھا ہو۔آپؒ نے بہت سارے مشائخ اور ائمہ سے شرف تلمذ حاصل کیا لیکن افسوس کہ کتب تراجم میں آپؒ کے زیادہ تر شیوخ کا تذکرہ نہیں ملتا اور خاص کر جب آپؒ اپنی جوانی میں طبرستان میں موجود تھے اور علم حاصل کر رہے تھے اس وقت کے حالات تو بالکل مفقود ہے۔بہر حال آپؒ کو جب نیشاپور میں امام الحرمینؒ کے وسعت علمی کے بارے معلوم ہوا تو آپؒ نیشاپور کے لئے روانہ ہوئے اور اسی بات پر تمام کتب تراجم کا اتفاق ہے کہ آپؒ نے نیشاپور میں امام الحرمین جوینیؒ سے علم حاصل کیا اور اسی کے طریقے کو اپنایا فقہ میں بھی اصول میں بھی اور اختلافی مسائل میں بھی، اور یہی کہ آپؒ امام الحرمین جوینیؒ کی خدمت میں ان کی وفات تک رہے۔کتب تراجم میں آپؒ کے مشائخ کا اس سے زیادہ تذکرہ موجود نہیں البتہ آپؒ کے مشائخ کے ضمن میں امام الحرمین جوینیؒ کے علاوہ علامہ ذہبیؒ نے ایک اور اور علامہ سبکیؒ نے دو اور شیوخ کا تذکرہ کیا ہے جن کی تفصیل درج ذیل سطور میں بیان کی جاتی ہے۔

1۔امام الحرمین ابو المعالی عبد الملک بن عبد اللہ بن یوسف الجوینیؒ: المتوفی ۴۷۸ھ

امام الحرمین ابو المعالی کا پورا نام عبد الملک بن شیخ ابو محمد عبد اللہ بن ابی یعقوب یوسف الجوینیؒ ہے۔آپؒ فقہ شافعیہ کے اکابرین فقہاء میں سے ہیں۔آپؒ کی ولادت سن ۴۱۹ھ میں ہوئی، ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم سے حاصل کی اور بیس سال کی عمر میں والد کے مدرسہ بیہق میں پڑھانے لگے۔اس کے بعد نیشاپور چلے گئے، نیشاپور سے پھر بغداد اور بغداد سے پھر مکہ مکرمہ چلے گئے۔مکہ مکرمہ میں چار سال تدریس دینے کی وجہ سے امام الحرمین کہلائے جانے لگے۔اس کے بعد آپؒ واپس نیشاپور تشریف لا کر مدرسہ نظامیہ میں درس و تدریس اور خطابت سنبھالنے لگے اور آخری وقت تک یہی پڑھاتے رہے۔آپؒ کی کئی یادگار تصانیف ہیں جن میں فقہ میں النھایہ، اصول فقہ میں البرھان اور اصول الدین میں الارشاد قابل ذکر ہیں۔آپؒ بدھ کی شب نماز عشاء کے بعد ۲۵ ربیع الثانی سن ۴۷۸ھ کو اپنے گاؤں جوین میں رحلت کر گئے۔آپؒ کے تلامذہ میں امام کیاالہراسیؒ اور امام غزالیؒ سب سے زیادہ مشہور راور سب سے نمایاں ہیں۔[24]

2۔ابو الفوارس طراد بن محمد بن علی بن حسن بن محمد القرشی الزینبیؒ: المتوفی 491ھ

آپؒ کا پورا نام ابو الفوارس طراد بن محمد بن علی بن حسن بن محمد بن عبد الوہاب بن سلیمان القرشی الزینبیؒ ہے۔ آپؒ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کے خاندان سے تھے۔ آپؒ اپنے زمانے کے بڑے شیخ اور امام تھے۔ لوگوں میں بہت ہی خوبصورت جواب دینے والے، بڑائی اور تکبر سے دور رہنے والے اور عظمت والے انسان تھے۔ آپؒ حنفی المسلک تھے۔ آپؒ کی سن 398ھ کو ولادت ہوئی تھی اور شوال سن 491ھ کو وفات ہوئی تھی۔ آپؒ کے اجل تلامذہ میں امام کیاالہراسیؒ سرفہرست ہیں۔[25]

3۔ شیخ ابو علی حسن بن محمد الصفارؒ:

امام کیاالہراسیؒ نے جن شیوخ سے استفادہ کیا ہے ان میں سے شیخ ابو علی الحسن بن محمد الصفارؒ کا تذکرہ امام سبکیؒ نے طبقات میں کیا ہے کہ امام کیاالہراسیؒ نے امام الحرمینؒ اور ابو علی الحسن بن محمد الصفارؒ وغیرہ سے روایت کی ہے۔ لیکن کافی تلاش کے بعد بھی ان کے حالات سے واقفیت نہ ہو سکی۔[26] واللہ اعلم

4۔ علامہ زید بن صالح الآملیؒ:

امام کیاالہراسیؒ کے شیوخ میں سے علامہ زید بن صالح آملیؒ سے آپؒ کی روایت کرنا امام ذہبیؒ نے ذکر کیا ہے لیکن باوجود تلاش بسیار کے زید بن صالح آملیؒ کی حالات سے واقفیت نہ ہو سکی۔[27] واللہ اعلم

امام کیاالہراسیؒ کے تلامذہ:

اس میں کوئی شک نہیں کہ امام کیاالہراسیؒ کا علم حاصل کرنے والے ایسے طلبہ کا ایک بہت بڑا حلقہ بنانے میں انتہائی اثر ورسوخ رہا ہے جنہوں نے آپؒ سے شرف تلمذ حاصل کیا اور اکثر معاملات میں آپؒ کی تقلید کی۔ آپؒ کا اپنے تلامذہ پر بہت بڑا اثر رہا یہاں تک کہ آپؒ کے تلامذہ نے بھی اپنے شیخ کی طرح علمی دنیا میں اپنا ایک الگ مقام پیدا کیا اور وہ اپنے زمانے میں درس وتدریس، علمی مہارتوں اور تصنیف وتالیف وغیرہ میں صدارت کے مقام پر فائز ہوئے اور مختلف علوم وفنون میں امامت کے درجے پر پہنچے۔ آپؒ کے شاگردوں کو ہمیشہ آپؒ کی شاگردی اختیار کرنے پر فخر رہا۔ آپؒ کی تلامذہ کی تعداد بہت زیادہ ہے جن کا یہاں احاطہ کرنا مشکل کام ہے البتہ یہاں پر آپؒ کے چند مشہور تلامذہ کا مختصراً تذکرہ ضرور کیا جاتا ہے۔

1۔الشیخ ابو البرکات الحسن بن علی بن الحسن بن علی بن الحسن بن عمار الموصلیؒ: المتوفی 529ھ

آپؒ کا پورا نام الحسن بن علی بن الحسن بن علی بن الحسن بن عمار الموصلیؒ ہے۔ آپؒ مشہور شیخ ابن الصلاحؒ کے استاد اور امام کیاالہراسیؒ کے شاگرد ہیں۔ آپؒ فقہائے شافعیہ میں سے ہیں۔ آپؒ صاحب تصانیف ہیں۔ آپؒ کی کتب میں کتاب

المواعظ والخطب، کتاب الاقتصاد فی القرآن اور کتاب الفرائض شامل ہیں۔ آپؒ کا دیوان بھی ہے۔ آپؒ کی وفات پیر کے دن 13 جمادی الاولی یا جمادی الاخری سن 529ھ کو موصل میں ہوئی تھی۔[28]

2۔الامام،الفقیہ سعید بن محمد بن عمر بن منصور،ابن الرزازؒ:المتوفی 539ھ

آپؒ کا پورا نام ابوالمنصور سعید بن محمد بن عمر بن منصورابن الرزازؒ ہے۔ آپؒ سن 462ھ کو پیدا ہوئے تھے۔ آپؒ امام غزالیؒ اور امام کیاالہراسیؒ کے شاگرد تھے اور مدرسہ نظامیہ کے مدرس تھے تاہم بعد میں آپؒ کو تدریس سے معزول کر دیا گیا تھا۔ آپؒ شافعیہ کے شیوخ میں سے تھے اور نہایت صاحب وقار شخصیت تھے۔ آپؒ 77 سال کی عمر میں ماہ ذی الحجہ سن 539ھ کو وفات پاگئے تھے۔ آپؒ کی نمازہ جنازہ آپؒ کے بیٹے نے پڑھائی تھی۔[29]

3۔الشیخ،الامام،المحدث ابوالحسن سعدالخیر بن محمد بن سھل الانصاری الاندلسیؒ:المتوفی 541ھ

آپؒ کا پورا نام ابوالحسن سعدالخیر بن محمد بن سھل بن سعد الانصاری الاندلسی البلنسیؒ ہے۔ آپؒ بہت زیادہ سفر میں رہتے یہاں تک کہ آپؒ اندلس سے چین تک جا پہنچے تھے اسی وجہ سے آپؒ کو چینی بھی لکھا جاتا ہے۔ آپؒ تاجر بھی تھے اور بہت بڑے عالم،فقیہ اور محدث بھی تھے۔ آپؒ امام غزالیؒ اور امام کیاالہراسیؒ کے شاگرد تھے۔ امام کیاالہراسیؒ سے آپؒ کی روایت کرنا علامہ ابن کثیرؒ نے ہی ذکر کیا ہے۔ آپؒ سن 541ھ کو وفات پاگئے تھے۔[30]

4۔الامام،العلامہ شافع بن عبدالرشید الکرخی الجیلیؒ:المتوفی 541ھ

آپؒ کا پورا نام ابوعبداللہ شافع بن عبدالرشید الجیلی الکرخیؒ ہے۔ آپؒ مسلکاً شافعی تھے اوران کے ائمہ میں سے تھے۔ آپؒ تحصیل علم کے لئے بغداد آئے تھے اور امام غزالیؒ اور امام کیاالہراسیؒ سے علم فقہ میں مہارت حاصل کی تھی۔ آپؒ بہت ہی دیندار اور تقوی دار شخصیت تھے۔ آپؒ کے ہاں ہر جمعے کے دن بحث ومباحثے کی مجلس لگتی جس میں فقہائے کرام بھی شامل ہوتے۔ آپؒ 20 محرم سن 541ھ کو وفات پاگئے تھے۔[31]

5۔الشیخ،الفقیہ خضر بن نصر بن عقیل بن نصر الاربلیؒ:المتوفی 567ھ

آپؒ کا پورا نام ابوالعباس خضر بن نصر بن عقیل بن نصر الاربلیؒ ہے۔ آپؒ سن 478ھ کو اربل شہر میں پیدا ہوئے۔ پھر تحصیل علم کے لئے بغداد چلے گئے اور وہاں پر مدرسہ نظامیہ میں امام کیاالہراسیؒ سے شرف تلمذ حاصل کرکے علم فقہ حاصل کیا۔ پھر واپس اربل تشریف لائے اوروہاں پر سن 533ھ میں مدرسہ قائم کرکے پڑھانے لگے۔ آپؒ اربل شہر میں سب سے پہلے پڑھانے والے تھے۔ آپؒ اپنے وقت کے امام اور متقی شخص تھے اور مسلکاً شافعی تھے۔ آپؒ صاحب تصانیف بھی ہیں۔ آپؒ نے تفسیر اور فقہ وغیرہ میں کتابیں تصنیف کی ہیں۔ آپؒ کی وفات سن 567ھ کو اربل میں ہوئی تھی اور اپنے مدرسے میں دفنائے گئے تھے۔[32]

6۔الفقیہ حسن بن سعد بن الحسن الخونجیؒ:المتوفی 575ھ

آپؒ کا پورا نام ابو المحاسن الحسن بن سعد بن الحسن الخونجیؒ ہے۔ آپؒ اپنے وقت کے فقیہ اور محدث تھے۔ آپؒ نہایت نیک اور بڑے خوشخط و خوش عبارت تھے۔ مسلک کے اعتبار سے شافعی تھے۔ آپؒ نے امام کیاالہراسیؒ سے علم فقہ حاصل کیا تھا۔ آپؒ مدرسہ نظامیہ میں نگران کے عہدے پر بھی رہے۔ آپؒ کی وفات جمادی الثانی سن 575ھ کو ہوئی۔[33]

7۔حافظ ابو طاہر احمد بن محمد بن احمد بن محمد ابراہیم السلفی الاصفہانیؒ:المتوفی 576ھ

آپؒ کا پورا نام ابو طاہر احمد بن محمد بن احمد بن محمد ابراہیم السلفی الاصفہانیؒ ہے اور آپؒ کا لقب صدرالدین ہے۔ آپؒ معمر ترین اور مکثرین حفاظ میں سے ایک ہیں۔ آپؒ نے علم الحدیث کے لئے بہت اسفار کئے اور بڑے بڑے مشائخ سے سماع کیا۔ بغداد آکر امام کیاالہراسیؒ سے علم فقہ حاصل کیا۔ مسلک کے اعتبار سے شافعی تھے۔ آپؒ کی ولادت سن 472ھ کو اصفہان میں ہوئی تھی جبکہ وفات 5 ربیع الثانی سن 576ھ کو جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات اسکندریہ میں ہوئی تھی۔[34]

الغرض جیسا کہ سطور بالا میں ذکر ہوا کہ امام کیاالہراسیؒ کے تلامذہ کی فہرست کافی طویل ہے اوران مذکورہ حضرات کے علاوہ بھی آپؒ کے بہت سے معروف و مشہور تلامذہ ہیں جن کا تذکرہ کتب تراجم میں موجود ہیں۔ یہاں ان کا احاطہ مقصود بھی نہیں اور ممکن بھی نہیں۔

امام کیاالہراسیؒ کے اخلاق وصفات:

امام کیاالہراسیؒ فقہائے شافعیہ کے کابرین میں سے تھے اور اپنے وقت کے صاحب فضل ومنزلت شیوخ میں سے ایک تھے۔ آپؒ کے بارے میں آپؒ کے رفقاء اور ہم عصر ساتھیوں نے ہمیشہ قابل فخر اور قابل تحسین کلمات کہے ہیں اوران میں سے کسی نے بھی آپؒ پر طعن و تشنیع کا راستہ اختیار نہیں کیا ہے۔

علامہ ابن خلکانؒ آپؒ کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ امام کیا الہراسیؒ چہرے کے حسین تھے اور آواز بلند تھی، گفتگو فصیح تھی اور باتیں میٹھی کیا کرتے تھے۔[35]

اسی طرح حافظ عبد الغافر فارسی المتوفی:۵۲۹ھ آپؒ کے بارے میں اپنی کتاب "سیاق تاریخ نیشاپور" میں لکھتے ہیں کہ آپؒ عقل کے اعتبار سے بڑی بصیرت والے اور نسب کے اعتبار سے بڑے شرافت والے تھے، آپؒ کا چہرہ خوبصورت تھا، آپؒ کی آواز بلند تھی اور چہرے سے مطابقت رکھتی تھی، آپؒ کی باتیں نمکین تھی۔[36]

آپؒ کی شخصیت کے بارے میں لکھنے والے تمام حضرات نے آپؒ کو امام تسلیم کیا ہے اور آپؒ کو امام کا درجہ دیا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ بہت بڑی بات ہے۔

امام کیاالہراسیؒ کے بارے میں آپؒ کے مذہب کے مخالفین بھی آپؒ کی تعریف کیا کرتے تھے اور آپؒ کی علمی مقام کی توثیق اور احترام کیا کرتے تھے اور اس بات کی گواہی آپؒ کی علمی و عملی کارناموں سے خود بھی ظاہر ہوتی ہے۔

انسان کی عظمت کی گواہی خود اس کے عملی کارناموں سے عیاں ہوتی ہے کہ انسان کس قدر عظمت و شرافت اور تقوی وخشیت کے اعلی منازل پر فائزہیں اوران تمام باتوں کی جھلک امام کیاالہراسیؒ کی عملی زندگی میں نظر آتی ہے کہ آپؒ کو علماءوصلحاء کے درمیان بھی اعلیٰ مقام حاصل تھااوراپنے وقت کے بادشاہوں اور حکومتی عہدیداروں کے ہاں بھی بہت عزت حاصل تھی، آپؒ جب ان کے سامنے آتے تووہ آپؒ کی علمی مقام کااحترام کرتے ہوئے ادب سے اٹھ کھڑے ہو جاتے۔[37]

آپؒ کی فصاحت وبلاغت کو مد نظر رکھتے ہوئے آپؒ کو کئی مرتبہ سلطنت سلجوق کی طرف سے حکومتی سفیر بناکر مختلف اطراف میں سفارت کے لئے بھی بھیجا گیا تھا،اسی طرح سلطان برکیاروق کی وفات کے بعد اس کے بیٹے ملک شاہ دوم اور اس وقت کے سلطان محمد بن ملک شاہ اول کے درمیان مصالحت کی بیعت کے فرائض بھی امام کیاالہراسیؒ نے سرانجام دیئے تھے۔[38]

امام کیاالہراسیؒ کی تصانیف:

امام کیاالہراسیؒ ایک ہمہ جہت شخصیت تھے آپؒ ایک بہترین قاضی بھی تھے،مفسر ومحدث بھی تھے اور مؤلف ومصنف بھی تھے۔ آپؒ نے اپنے علمی زمانے میں صرف درس و تدریس پر ہی اکتفانہیں کیا بلکہ درس و تدریس کے ساتھ ساتھ آپؒ ہمیشہ تالیف وتصنیف میں بھی مشغول رہے۔ یہ ایک ظاہر بات ہے کہ درس وتدریس میں مشغول رہنے سے علم بڑھتاہے اور فہم وادراک کے نئے نئے راستے کھل جاتے ہیں مختلف علمی مسائل پیش آنے سے نئی نئی تحقیقات آشکاراہوجاتے ہیں جس سے علم میں مزید پختگی اور نکھار پیدا ہو جاتا ہے۔

امام کیاالہراسیؒ نے بھی درس وتدریس کے ساتھ ساتھ اپنی تحقیقات کو علمی وراثت کے طور پر معرض تحریر میں لانے کی بھرپور کوشش کی ہے اور مختلف علوم وفنون میں کئی ساری قیمتی کتب تالیف وتصنیف کی ہیں۔ان کتابوں میں اکثر کتابیں توزمانے کی نذر ہوچکی ہیں اور تاحال مفقود ہیں اوران کا صرف نام ہی باقی ہے جبکہ کچھ کتابیں ایسی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے موجودومطبوع ہیں۔

امام کیاالہراسیؒ کی کتب موجودہ وکتب مفقودہ دونوں کا تذکرہ مختلف کتب تراجم میں مذکور ہیں لہذامندرجہ ذیل سطور میں ان کی تفصیل پیش کی جاتی ہے تاکہ آپؒ کی علمی تاثرات کابخوبی اندازہ لگایاجاسکے۔

جن مترجمین نے امام کیاالہراسیؒ کی کتب کاتذکرہ کیاہے ان میں امام ذہبیؒ نے آپؒ کی تصنیفات کے بارے میں لکھا ہے کہ "آپؒ کی بہت اچھی اچھی تصنیفات ہیں" یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپؒ کی تصانیف متعدد ہیں۔اس کے

علاوہ امام ذہبیؒ نے مزید لکھا ہے کہ "آپؒ نے مفردات الامام احمد بن حنبلؒ کے رد میں ایک کتاب لکھی ہے لیکن آپؒ نے اس میں انصاف سے کام نہیں لیا ہے"۔[39]

اسی طرح علامہ سبکیؒ نے طبقات الکبریٰ میں لکھا ہے کہ "امام کیا الہراسیؒ کی تصنیفات میں شفاء المسترشدین، نقض مفردات الامام احمد اور اصول فقہ کی کتاب شامل ہیں اور اس کے علاوہ اور بھی ہیں"۔[40]

حاجی خلیفہؒ نے اپنی کتاب کشف الظنون میں امام کیاالہراسیؒ کی اور کتاب کا تذکرہ کیا ہے اور وہ ہے "لوامع الدلائل فی زوایا المسائل"۔[41]

اسی طرح امام کیاالہراسیؒ نے خود اپنی تفسیر احکام القرآن میں بعض فقہی مسائل کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "اس پر جو اعتراض وارد ہوتا ہے اس کی تشریح ہم نے اپنی کتاب مسائل الفقہ اور اصول الفقہ میں ذکر کی ہے"۔[42] اس طرح ایک اور جگہ آپؒ لکھتے ہیں "اور اس کی تشریح ہم نے اپنی اصول فقہ کی تصانیف میں بیان کی ہے"۔[43] اور ایک اور جگہ آپؒ نے لکھا ہے "یہ ایک معتمد اور قوی روایت ہے جس کو ہم نے المصنف فی الروایات کتاب میں ذکر کی ہے"۔[44]

اس طرح امام شوکانیؒ اپنی کتاب ارشاد الفحول میں لکھتے ہیں "امام کیاالہراسیؒ نے تلویح میں فرمایا ہے "[45]

ان تمام اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ امام کیاالہراسیؒ کی فقہ اور اصول فقہ میں کافی تصنیفات موجود تھے جبکہ اس سے یہ نتیجہ بھی نکلتا ہے کہ آپؒ کی درج ذیل علوم پر تصانیف موجود تھیں۔

1۔احکام القرآن

2۔الحدیث

3۔الفقہ

4۔اصول الفقہ

5۔مسائل الخلاف

اسی طرح آپؒ کی وہ کتابیں جن کی مختلف مترجمین نے صراحت کی ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ تفسیر احکام القرآن:

امام کیاالہراسیؒ کی یہ تفسیر آپؒ کی باقی تمام کتب سے زیادہ مشہور و معروف اور متداول ہے۔ آپؒ باقی تمام کتب مفقود ہیں جبکہ آپؒ کی یہ تفسیر الحمد للہ موجود بھی ہے اور مطبوع بھی ہے۔(اس تفسیر کے تعارف اور خصوصیات پر تفصیلی بحث آگے آرہی ہے۔)

2۔ نقض مفردات امام احمد بن حنبلؒ:

امام کیاالہراسیؒ نے یہ کتاب امام احمد بن حنبلؒ کی کتاب مفردات کی رد میں لکھی تھی۔ اس کتاب کے بارے میں امام ذہبیؒ کا قول پہلے گزر چکا ہے کہ امام کیاالہراسیؒ نے اپنی اس کتاب میں انصاف سے کام نہیں ہے۔

اس کتاب کا تذکرہ علامہ ابن کثیرؒ نے طبقات شافعیہ میں بھی کیا ہے۔ آپؒ نے لکھا ہے "امام کیاالہراسیؒ کی بہت ساری تصانیف ہیں جن میں سے ایک کتاب آپؒ نے امام احمد بن حنبلؒ کی کتاب مفردات کی رد میں لکھی ہے، یہ کتاب مختلف مباحث، بہترین مناظرات، اختلافی مسائل اور کئی اچھی صنعتوں پر مشتمل ہے۔ آپؒ نے بعض مقامات پر تو بہت بہترین کام کیا ہے لیکن بعض مقامات پر تساہل سے کام لیا ہے"۔[46] امام کیاالہراسیؒ کی یہ کتاب موجود نہیں ہے۔

3۔ شفاء المسترشدین فی مباحث المجتہدین:

علامہ سبکیؒ نے اپنی کتاب طبقات الکبریٰ میں امام کیاالہراسیؒ کی اس کتاب کے بارے میں لکھا ہے کہ "آپؒ کی تصانیف میں شفاء المسترشدین بھی ہے جو اختلافی مسائل پر سب سے بہترین کتاب ہے۔ علامہ سبکیؒ نے اس کتاب کے ایک مسئلہ کو اپنی کتاب میں مثال کے لئے ذکر بھی کیا ہے[47]۔ امام کیاالہراسیؒ کی یہ کتاب بھی مفقود ہے۔

4۔ لوامع الدلائل فی زوایا المسائل:

امام کیاالہراسیؒ کی طرف اس کتاب کی نسبت صرف حاجی خلیفہؒ نے اپنی کتاب کشف الظنون میں کیا ہے جیسا کہ پہلے ذکر کیا جاچکا۔ امام کیاالہراسیؒ کی یہ کتاب بھی موجود نہیں ہے۔ واللہ اعلم

تفسیر احکام القرآن للکیاالہراسی کا تعارف:

تفسیر احکام القرآن امام کیاالہراسیؒ کی سب سے زیادہ مشہور اور متداول کتاب ہے۔ فی زمانہ آپؒ کی باقی تمام کتب مفقود ہیں جبکہ یہ تفسیر الحمد للہ موجود بھی ہے اور مطبوع بھی ہے۔ یہ تفسیر دار لکتب العلمیہ بیروت نے دواجزاء جبکہ چار جلدوں میں شائع کی ہے۔ امام کیاالہراسیؒ کی یہ تفسیر مشہور فقہی تفاسیر میں سے ایک ہے۔

امام کیاالہراسیؒ امام الحرمین الجوینیؒ کے شاگرد رشید تھے اور اسی فکر کے حامل تھے جو امام الحرمینؒ کا تھا لہذا جس طرح امام الحرمینؒ امام شافعیؒ کے مسلک کی تائید میں شدت اور تعصب کی وجہ سے مشہور ہے اس طرح امام کیاالہراسیؒ نے بھی یہی طرز اپنایا ہے اور اپنے استاد کی طرح فقہائے اربعہ میں سے امام شافعیؒ سے کافی متاثر دکھائی دیتے ہیں اور اسی وجہ سے آپؒ کو شافعی بھی کہا جاتا ہے اور جیسا کہ امام جصاصؒ امام ابو حنیفہؒ کے مقلد ہیں اور آپؒ نے اپنی تفسیر احکام القرآن میں ہر ایک مسئلے پر امام ابو حنیفہؒ کا دفاع کیا ہے اور امام ابو حنیفہؒ کے موقف کو درست ثابت کرنے کے لئے ہر جگہ مختلف دلائل کا سہارا لیا ہے اور امام ابو حنیفہؒ کے مخالفین پر سخت و تند حملے کئے ہیں اسی طرح امام کیاالہراسیؒ نے

بھی اپنی تفسیر احکام القرآن میں یہی طرز عمل اختیار کیا ہے اور ہر جگہ امام شافعیؒ کے دفاع کے ساتھ ساتھ امام شافعیؒ کے مخالفین پر تیز و تند حملے بھی کئے ہیں جبکہ امام جصاصؒ کو خاص طور پر آپؒ نے اپنی تنقید کا نشانہ بنایا ہے اور بعض مواقع پر امام جصاصؒ کی طرف جہل کی نسبت بھی کی ہے۔ لہذا جس طرح امام جصاصؒ فقہ حنفی کی حمایت و طرفداری میں معروف و مشہور ہے اسی طرح امام کیاالہراسیؒ نے بھی اپنی تفسیر میں ہر جگہ فقہ شافعی کی تائید کی ہے۔

شوافع کے نزدیک امام کیاالہراسیؒ کی تفسیر احکام القرآن فقہی تفسیر کی نہایت اہم کتاب سمجھی جاتی ہے اس لئے کہ امام کیاالہراسیؒ کی یہ تفسیر مسلک شافعی کی تائید میں لکھی گئی ہے۔ امام کیا الہراسیؒ نے خود اپنی تفسیر احکام القرآن کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ میں نے یہ تفسیر امام شافعیؒ کی آراء کی تائید اور توضیح کے لئے لکھی ہے۔ اور اگر یوں کہا جائے کہ امام کیاالہراسیؒ نے یہ تفسیر امام جصاصؒ کی تفسیر کے مقابلے میں لکھی ہے تو غلط نہ ہو گا کیونکہ جس طرح امام جصاصؒ کی تفسیر میں مسلکی شدت پایا جاتا ہے اس طرح امام کیاالہراسیؒ کی اس تفسیر میں بھی مسلکی شدت پایا جاتا ہے۔

اس طرح امام کیاالہراسیؒ نے اپنی اس تفسیر کی وجہ تالیف میں بھی یہ بات ذکر کی ہے کہ میں نے یہ تفسیر امام شافعیؒ کی کے اقوال کی توضیح و تشریح کے لئے لکھی ہے۔ امام کیاالہراسیؒ لکھتے ہیں۔

"کہ میں نے جب مختلف مذاہب اوران کی آراء و مباحث پر غور کیا تو ان میں سے حضرت امام شافعیؒ کا مسلک و مذہب زیادہ درست اور زیادہ قوی پایا، اور دیکھا کہ امام شافعیؒ کا مذہب بہت ہی رہنمائی کرنے والا ہے، اورامام شافعیؒ کی سوچ اوران کی فکر ان آراء اور مباحث میں ظن و تخمین کی بجائے حق ویقین کی آئینہ دار ہے، اور یہ اس لئے ہے کہ آپؒ نے اپنے مذہب کی اساس کتاب اللہ پر رکھی ہے وہ کتاب اللہ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿لَّا يَأْتِيهِ ٱلْبَٰطِلُ مِنۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِۦ تَنزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ﴾[48] اور یہ کہ امام شافعیؒ کو اللہ تعالیٰ نے علوم کے سمندر سے علمی موتیوں کو نکالنے کا ہنر دیا ہے اوران کے معانی کی گہرائیوں تک ان کی پہنچ ہے اور ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے علوم وفنون کے دروازے کھولے ہیں اور ان کے لئے ان کے اسباب بھی مہیا کئے ہیں"

اس کے بعد آپؒ وجہ تالیف ذکر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"میں نے جب یہ حالت دیکھی تو احکام القرآن پر ایک ایسی کتاب لکھنے کا ارادہ کر لیا جس میں حضرت امام شافعیؒ کی ان آراء واقوال کی تشریح موجود ہو جو انہوں نے مختلف دلائل سے مستنبط کئے ہیں اور میں نے آپؒ کے آراء واقوال کے ساتھ اپنی ان آراء واقوال کو بھی شامل کیا ہے جو میں نے اپنی طاقت اور سعی کے مطابق انہی کی طرز پر اخذ کئے ہیں"۔[49]

امام کیاالہراسیؒ کی تفسیر "احکام القرآن" کی خصوصیات:

امام کیا الہراسیؒ کی تفسیر احکام القرآن بہت ساری خصوصیات کی حامل تفسیر ہے جن میں سے چند ایک کا یہاں پر مختصراً تذکرہ کیا جاتا ہے۔

- آپؒ کی یہ تفسیر چونکہ فقہی تفسیر ہے اس لئے آپؒ نے اس تفسیر کی ترتیب بھی فقہی رکھی ہے۔
- آپؒ نے اپنی اس تفسیر احکام القرآن میں قرآن کریم کی آخری کچھ سورتوں کو چھوڑ کر تقریباً تمام سورتوں کی تفسیر اور تشریح کی ہے لیکن تفصیلی بحث صرف انہی آیات سے کی ہیں جن کا تعلق احکام سے ہے۔
- آپؒ نے اپنی تفسیر احکام القرآن میں بکثرت احادیث مبارکہ سے استفادہ کیا ہے جبکہ ان احادیث مبارکہ میں آپؒ نے مختلف انواع کے احادیث کو ذکر کیا ہے اوران میں زیادہ تر صحیح اور حسن احادیث پر اکتفاء کیا ہے گو کہ اس تفسیر میں تھوڑی بہت احادیث ضعیفہ وموضوعہ بھی موجود ہیں لیکن وہ بہت کم ہیں والقلیل لاعبرة به -
- آپؒ مفسر، فقیہ، اصولی، اور محقق ہونے کے ساتھ ساتھ علم الحدیث پر بھی ید طولیٰ رکھتے تھے اس لئے آپؒ نے اپنی اس تفسیر میں کئی مقامات پر احادیث مبارکہ کے سند اور متن پر مناقشہ بھی پیش کیا ہے۔
- آپؒ نے اپنی اس تفسیر میں حتی الامکان کوشش کی ہے کہ وہ احادیث موضوعہ، بدعات اور اسرائیلیات سے اجتناب کریں اور اس بات میں آپؒ کافی حد تک کامیاب بھی ہوئے ہیں۔ آپؒ نے اپنی اس تفسیر میں اسرائیلیات کو بالکل جگہ نہیں دی ہے اور جہاں کسی حکم کو بیان کرنے کی ضرورت پڑی ہے تو وہاں ضعیف احادیث کو تو ذکر کیا ہے لیکن اسرائیلیات کو ذکر نہیں کیا ہے جبکہ حال یہ ہے کہ عموماً تفاسیر اسرائیلیات سے بھری ہوئی ہوتی ہیں۔
- آپؒ نے اپنی اس تفسیر میں مختلف علوم وفنون جیسے علم الحدیث، علم اللغت، علم القراءات، علم البلاغت اور علم البیان وغیرہ سے بھی خوب کام لیا ہے۔
- اس کے علاوہ آپؒ نے مختلف علوم وفنون سے اپنے مؤقف کو درست ثابت کرنے کے لئے استشہادات بھی پیش کئے ہیں جیسے اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم، اقوال تابعین اور اقوال بقیۃ الائمہ اور اشعار عرب وغیرہ سے استشہاد۔ ائمہ کے اقوال وآراء پیش کرنے میں آپؒ نے محض تقلید سے کام نہیں لیا ہے بلکہ آپؒ ان اقوال وآراء کا پہلے آپس میں موازنہ کرتے ہیں اور پھر ان میں سے راجح قول کو ترجیح دیتے ہیں۔
- اسی طرح امام کیاالہراسیؒ اگرچہ مسلکاً شافعی ہیں لیکن اس کے باوجود آپؒ نے بعض مسائل فقہیہ میں امام شافعیؒ کے برخلاف اپنی مستقل رائے بھی قائم کی ہے۔

- اس طرح آپؒ نے بعض مقامات پر فقہی قواعد بیان کر کے ان سے استدلال اس طور پر کیا ہے کہ آپؒ کسی مسئلہ میں پہلے مخالفین کا طرز استدلال ذکر کرتے ہیں اور پھر اس کے بعد اس مسئلے میں اپنا استدلال پیش کرتے ہیں۔اس طرح آپؒ نے احکام پیش کرنے میں ایک بہترین اسلوب یہ بھی اختیار کیا ہے خاص طور پر جب کسی مسئلہ میں آپؒ بحث ومباحثہ کر رہے ہوں کہ آپؒ پہلے مخالفین کے اقوال اور دلائل پیش کرتے ہیں اور پھر اس پر تنقید کرتے ہیں اور آخر میں وہی دلیل پیش کرتے ہیں جو آپؒ کی نظر میں راجح ہو۔
- آپؒ علم اصول فقہ میں بھی چونکہ کامل مہارت رکھتے تھے اس لئے آپؒ نے اپنی تفسیر میں اصول فقہ سے بھی خوب کام لیا ہے۔
- اسی طرح آپؒ نے اپنی تفسیر میں جابجا مختلف فرق باطلہ کے عقائد کا بھی رد پیش کیا ہے اور عقلی و نقلی دلائل سے ان کے اعتراضات کا بھرپور اور تسلی بخش جوابات بھی دیئے ہیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ امام کیاالہراسیؒ کی یہ تفسیر احکام القرآن ایک علمی خزانہ ہے خاص طور پر فقہ شافعی سے وابستہ لوگوں کے لئے اس میں بہت کچھ ہے اور یہی وجہ ہے کہ امام کیاالہراسیؒ کی یہ تفسیر شوافع کے ہاں ایک ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے اور متاخرین شوافع میں سے بہت سے حضرات نے اس تفسیر کا حوالہ اپنی کتابوں میں بھی نقل کیا ہے۔

امام کیاالہراسیؒ کی تفسیر احکام القرآن کے استدراکات:

امام کیاالہراسیؒ کی یہ تفسیر اگرچہ فقہائے شافعیہ کے اولین مصادر میں سے ایک ہے لیکن یہ ایک مکمل تفسیر نہیں ہے اوراس میں تسلسل بھی برقرار نہیں ہے۔اس تفسیر میں آپؒ نے بہت سی ایسی آیات اور سورتوں کی توضیح وتشریح چھوڑدی ہے جو آیات الاحکام میں سے ہیں اور ایک فقہی تفسیر ہونے کی وجہ سے ان آیات اور سورتوں کی تفسیر وتوضیح ضروری تھی۔

جیسے کہ آپؒ نے اپنی تفسیر میں نہ تو سورۃ الفاتحہ کا تذکرہ کیا ہے اور نہ ہی اس کے احکام سے تعرض کیا ہے جبکہ حال یہ ہے کہ سورۃ الفاتحہ نماز کا ایک اہم رکن ہے اور اس کے احکام کے بارے میں فقہاء کا اختلاف کسی سے بھی مخفی نہیں ہے۔اس کے علاوہ آپؒ نے سورۃ البقرہ کے ضمن میں غیر اللہ کو سجدہ کرنے کے احکامات،، سحر کی تعریف، ساحر کے بارے میں فقہاء کا اختلاف، سحر اور معجزات کے درمیان فرق، نسخ اور وجوہ نسخ، دادا کی میراث وغیرہ امور پر بالکل بحث نہیں کی ہے۔

اس طرح آپؒ نے ابتدائی چند سورتوں میں کچھ تفصیلی کلام پیش کیا ہے لیکن آگے کی سورتوں میں انتہائی اختصار سے کام لیا ہے اور اسی اختصار کہ وجہ سے آپؒ سے بہت سارے آیات الاحکام کی تفسیر وتوضیح چھوٹ گئی ہیں۔

آپؒ نے اپنی تفسیر میں سب سے زیادہ اخذ امام ابو بکر جصاصؒ کی تفسیر احکام القرآن سے کیا ہے جس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ آپؒ کا زمانہ چونکہ امام ابو بکر جصاصؒ کے زمانے کے کافی قریب ہے اس لئے آپؒ نے امام ابو بکر جصاصؒ کی تفسیر سے باوجود شدت مخالفت کے بہت زیادہ استفادہ کیا ہے اوراکثر آیات کی تفسیر امام ابو بکر جصاصؒ کی تفسیر کی روشنی میں ہی کی ہے۔ پوری تفسیر میں بہت کم مواقع ایسے ہوں گے جہاں پر آپؒ نے امام ابو بکر جصاصؒ کی تفسیر سے اخذ نہیں کی ہو گی لیکن اس کے باوجود آپؒ نے سوائے چند ایک مقامات پر امام ابو بکر جصاصؒ کی تفسیر کا حوالہ بالکل پیش نہیں کیا ہے۔

اس طرح آپؒ نے اپنی تفسیر میں امام ابو بکر جصاصؒ کی تفسیر احکام القرآن سے کثرتِ اخذ کے باوجود ان کی شدید مخالفت کی ہے اور ان کے بارے میں نازیبا کلمات کا استعمال کیا ہے اور ان کی طرف جہل و کم علمی کی نسبت بھی کی ہے جبکہ ایسی باتیں نہ تو آپؒ کی شان کی مناسب ہے اور نہ امام ابو بکر جصاصؒ کی، جیسے کہ ایک مقام پر آپؒ نے امام ابو بکر جصاصؒ کا تذکرہ ان الفاظ سے کیا ہے۔فقال هذا الجاهل- أعني الرازي[50]

اسی طرح بعض مقامات پر آپؒ نے انتہائی اختصار سے کام لیا ہے جس کی وجہ سے قاری پر آپؒ کا مفہوم سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے۔لہٰذا ایسے مواقع پر آپؒ کی تفسیر اور توضیح سمجھنے کے لئے امام ابو بکر جصاصؒ کی تفسیر احکام القرآن کا مطالعہ مفید رہتا ہے۔

مصادر و مراجع:

1. البقرة: 185
2. الترمذي ، محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك، سنن الترمذي، ج٥ص٣٠ ، الرقم: ٢٩٠٧، دار الغرب الإسلامي – بيروت ، لبنان ، الطبعة: الأولى، ١٩٩٦
3. الذهبي ، أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز، سير أعلام النبلا ء، ج19 ص351، مؤسسة الرسالة ، القاهرة- الطبعة: الثالثة، ١٤٠٥ هـ – ١٩٨٥
4. ابن خلكان، أبو العباس شمس الدين أحمد بن محمد بن إبراهيم بن أبي بكر، وفيات الأعيان، ج3 ص289 دار صادر – بيروت - لبنان الطبعة: ١، ١٩٠٠
5. ابن منظور، محمد بن مكرم بن على، أبو الفضل، جمال الدين الأنصاري الرويفعى الإفريقى (ت ٧١١هـ) لسان العرب، ج6 ص247، دار صادر – بيروت – لبنان، الطبعة: الثالثة – ١٤١٤ هـ
6. وفيات الأعيان، ج3 ص289
7. السبكي، تاج الدين عبد الوهاب بن تقي الدين (ت ٧٧١هـ) طبقات الشافعية الكبرى، ج 7 ص 231، هجر للطباعة والنشر والتوزيع، الطبعة: الثانية، ١٤١٣هـ

8. آپؒ کا پورا نام ابو اسحاق ابراہیم بن علی بن یوسف فیروز آبادی، شیرازی ہے۔ آپؒ سن ۳۹۳ھ کو فارس کے شہر فیروز آباد میں پیدا ہوئے تھے اور پھر شیراز منتقل ہوئے تھے۔ آپؒ مدرسہ نظامیہ کے صدر مدرس تھے۔ آپؒ فقہ، اصول فقہ، حدیث اور بہت سارے علوم وفنون کے شیخ تھے۔ آپؒ کی بہت ساری مشہور تصانیف ہیں جن میں المہذب، تبصرہ وغیرہ شامل ہیں۔ آپؒ کی سب سے مشہور کتاب طبقات الفقہاء ہے۔ آپؒ سن ۴۷۶ھ کو وفات پاگئے تھے۔(سير أعلام النبلا ء، ج18 ص452)
9. وفيات الأعيان، ج3 ص289
10. السيوطي ، عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين (ت ٩١١هـ) تاريخ الخلفاء ، ص 298 مكتبة نزار مصطفى الباز، الطبعة الأولى: ١٤٢٥هـ-٢٠٠٤
11. تاريخ الخلفاء ، ص 301
12. تاريخ الخلفاء ، ص 303
13. سير أعلام النبلا ء، ج18 ص107 – 111/ ابن كثير، أبو الفداء إسماعيل بن عمر القرشي البصري ثم الدمشقي (ت ٧٧٤هـ) البداية والنهاية ج12 ص43-90 دار إحياء التراث العربي، الطبعة: الأولى ١٤٠٨، هـ - ١٩٨٨
14. نظام الملک کا پورا نام حسن بن علی بن اسحاق الطوسی تھا اور لقب نظام الملک تھا۔ سن ۴۰۸ھ کو طوس میں پیدا ہوا تھا۔ بہت ہی مدبر اور زیرک سیاستداں تھا۔ سلجوقی سلطنت میں وزارت عظمیٰ کے عہدے پر رہا۔ سلطنت سلجوق کے تمام کارنامے نظام الملک کے تیس سالہ وزارت عظمیٰ کے مرہون منت ہیں۔ نظام الملک کے وزارت عظمیٰ کا دور سلجوقی سلطنت کا درخشاں عہد کہلاتا ہے۔ اس کا سب سے زبردست اقدام جامعہ نظامیہ کا قیام تھا۔ سن ۴۸۵ھ کو رمضان کے مہینے میں حسن بن صباح کے فدائین کے ہاتھوں قتل ہوئے تھے۔(سير أعلام النبلا ء، ج19 ص94 / البداية والنهاية ج12 ص137)
15. سير أعلام النبلا ء، ج18 ص414 – 418
16. حسن بن صباح کا پورا نام حسن بن علی بن محمد بن جعفر تھا۔ یہ ایران کا رہنے والا تھا۔ یہ خود بھی اسماعیلی تھا اور اس کا باپ بھی اسماعیلی تھا۔ اس نے مختلف علوم ریاضی، نجوم اور سحر وغیرہ میں مہارت حاصل کی تھی۔ اس نے قلعہ الموت پر قبضہ کیا تھا اور اپنی ایک جماعت بنائی تھی جس کے پیروکاروں کو حشاشین اور فدائیین کہا جاتا تھا۔ اس کو شیخ الجبل بھی کہا جاتا ہے۔ اس کا مشن اہل سنت کے مشہور لوگوں کو قتل کرنا تھا۔ یہ سن ۵۱۸ھ میں مر گیا تھا۔(ابن الأثير ، أبو الحسن علي بن أبي الكرم محمد بن محمد بن عبد الكريم بن عبد الواحد الشيباني الجزري، عز الدين (ت ٦٣٠هـ)، الكامل في التاريخ ، ج8 ص451=ج8 ص696، دار الكتاب العربي، بيروت – لبنان ، الطبعة: الأولى، ١٤١٧هـ / ١٩٩٧)
17. سير أعلام النبلا ء، ج19 ص54 – 58
18. تاريخ الخلفاء ، ص 303
19. البداية والنهاية ج12 ص148
20. وفيات الأعيان، ج1 ص268 / الكامل في التاريخ ، ج8 ص376
21. البداية والنهاية ج12 ص202 / الكامل في التاريخ ، ج8 ص502

22. وفيات الأعيان، ج5 ص 71/ البداية والنهاية ج١2 ص223

23. وفيات الأعيان، ج3 ص 286/ الكامل في التاريخ ، ج8 ص431

24. وفيات الأعيان، ج3 ص167

25. الصفدي، صلاح الدين خليل بن أيبك بن عبد الله (ت ٧٦٤هـ) الوافي بالوفيات، ج16 ص240 ، دار إحياء التراث – بيروت، لبنان، ١٤٢٠هـ- ٢٠٠٠م

26. طبقات الشافعية الكبرى، ج 7 ص 232

27. سير أعلام النبلا ء، ج19 ص351

28. تاج الدين ابن السَّاعي، علي بن أنجب بن عثمان بن عبد الله أبو طالب (ت ٦٧٤هـ) الدر الثمين في أسماء المصنفين، ص332، دار الغرب الاسلامي، تونس، الطبعة: الأولى، ١٤٣٠ هـ - ٢٠٠٩م / طبقات الشافعية الكبرى، ج 7 ص 65

29. سير أعلام النبلا ء، ج15 ص 26 / طبقات الشافعية الكبرى، ج 7 ص 93

30. ابن كثير، أبو الفداء إسماعيل بن عمر القرشي البصري ثم الدمشقي (ت ٧٧٤هـ) طبقات الشافعيين، ص 529، مكتبة الثقافة الدينية مصر، ١٤١٣ هـ - ١٩٩٣ م / سير أعلام النبلا ء، ج20 ص 158/ 76

31. سير أعلام النبلا ء، ج20 ص 161 / طبقات الشافعية الكبرى، ج 7 ص 101

32. ابن المستوفي، المبارك بن أحمد بن المبارك بن موهوب اللخمي الإربلي، (ت ٦٣٧هـ) تاريخ إربل،ج2 ص567، وزارة الثقافة والإعلام، دار الرشيد للنشر، العراق، طبع ١٩٨٠ م / طبقات الشافعية الكبرى، ج 7 ص 83

33. الوافي بالوفيات، ج12 ص18 / طبقات الشافعية الكبرى، ج 7 ص 60

34. وفيات الأعيان، ج1 ص105

35. وفيات الأعيان، ج3 ص286

36. ابن عساكر، ثقة الدين، أبو القاسم علي بن الحسن بن هبة الله (ت ٥٧١هـ) تبيين كذب المفتري، ص288، دار الكتاب العربي–بيروت–لبنان، الطبعة: الثالثة، ١٤٠٤

37. الكامل في التاريخ ، ج8 ص431

38. البداية والنهاية ج١2 ص164

39. سير أعلام النبلا ء، ج19 ص353

40. طبقات الشافعية الكبرى، ج 7 ص 232

41. حاجي خليفة، مصطفى بن عبد الله كاتب جلبي،كشف الظنون،ج2 ص1569، حاجي خليفة، مصطفى بن عبد الله كاتب جلبي،كشف الظنون،ج2 ص1569، دار إحياء التراث العربي بيروت، تاريخ النشر: 1941

42. الكيا الهراسي، علي بن محمد بن علي، أبو الحسن الطبري، الملقب بعماد الدين، الشافعي (ت ٥٠٤هـ) أحكام القرآن، ج3 ص102، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان– الطبعة: الثانية، ١٤٠٥ هـ

43. أحكام القرآن للكيا الهراسي ، ج2 ص393
44. أحكام القرآن للكيا الهراسي ، ج4 ص318
45. الشوكاني، محمد بن علي بن محمد بن عبد الله اليمني (ت ١٢٥٠هـ) إرشاد الفحول إلي تحقيق الحق من علم الأصول، ج1 ص308، دار الكتاب العربي، لبنان، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ – ١٩٩٩م
46. طبقات الشافعيين لابن كثير ، ص 529
47. طبقات الشافعية الكبرى، ج 7 ص 233
48. حم السجدة : 42
49. أحكام القرآن للكيا الهراسي ، ج1 ص6 -9
50. أحكام القرآن للكيا الهراسي ، ج2 ص386